محدّث کا چھٹا سال

اسلامی تاریخ کا وہ درخشاں دَور جسے گو آج ہم اپنی غلامانہ ذہنیت، ملحدانہ آزادی، بزدلانہ بدعملی کے پیش نظر ایک "قصہ پارینہ" سے زیادہ وقعت نہیں دیتے، ایک ایسی حقیقت ثابتہ بن چکا ہے، جس کا انکار سخت ترین معاندین سے بھی نہ ہوسکا۔ اور ماننا پڑا کہ اسلام ہی وہ ظلِ رحمانی اور سایہ یزدانی ہے جس کے نیچے غلام اور آقا گورے اور کالے، عربی اور عجمی، حبشی اور رومی، غریب اور امیر، راعی ورعایا، حاکم ومحکوم، سب ایک ہی سطح، ایک ہی آواز اور ایک ہی رنگ میں رنگے ہوئے بندے کی شان سے ایک خدا کی پرستش چین وآرام، سکون واطمینان کے ساتھ کرسکتے ہیں۔ اسی کے دامن محبت ہمیں عیش ونشاط، فرحت وانبساط کی نیند سلا سکتے ہیں۔ چنانچہ "گبن" ایک عیسائی مورخ کا بیان ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں جب بیت المقدس فتح ہوا۔ تو فاروق اعظم کو بھی وہاں آنے کی دعوت دی گئی۔ جب آپ بیت المقدس پہنچے اور شہر میں داخل ہونے لگے تو عیسائیوں اور یہودیوں کی نوجوان اور حسین لڑکیاں اپنی فتنہ سامانیوں کے ساتھ مسلمانوں کا فاتحانہ داخلہ دیکھنے کیلئے اپنے بالاخانوں پر چڑھ آئیں۔ مسلم سپاہیوں نے (جن کو پے در پے جنگوں میں شرکت کی وجہ سے اہل وعیال سے ملنے کا موقع مدت سے نہیں ملا تھا) جب حسن برسربام دیکھا تو ان کے جذبات میں بھی (جو پہلے ہی فاتحانہ داخلہ کے سرور سے سرمست تھے) ایک ہیجان پیدا ہوگیا۔ سپہ سالار اعظم یہ منظر دیکھکر گھبرا اٹھا، اور دربار خلافت میں حاضر ہوکر عرض کی، حضور! سخت امتحان کا وقت ہے، ایک طرف سپاہیوں کا اضطراب، اور دوسری طرف حسن کی یہ بے حجابانہ شوخیاں؟ کیونکر نظم قائم رکھا جائے؟ فاروق اعظم نے اسی وقت کھڑے ہوکر سپاہیوں کے سامنے بلند آواز میں فرمایا قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ "مسلمانوں سے کہدو کہ وہ اپنی نگاہیں نیچی کرلیں اور (اپنے جذبات پر کنٹرول کرتے ہوئے) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں" خلیفۃ المسلمین کی زبان سے قرآن پاک کا یہ حکم سنتے ہی مسلم سپاہیوں کے "جذبات عشق" ٹھنڈے پڑ گئے۔ اور ان کی نگاہیں اس طرح پست ہوگئیں کہ جب وہ شہر میں داخل ہوئے تو سر نیچا کیے ہوئے اس طرح جا رہے تھے کہ گویا ان کے سروں پر چڑیاں بیٹھی ہیں"

اس واقعہ کے بیان کرنے کے بعد گبن لکھتا ہے کہ اگر مسلمان یہ تھے؟ اور ان کا امیر ایسا تھا تو پھر ان کے لئے یہ دنیا ناکافی ہے، انھیں آباد ہونے اور دنیا کو آباد کرنے کیلئے ایک اور دنیا بنانی چاہیئے انھیں کے متعلق اقبال نے کہا ہے

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن ✤ گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان
یہ راز کسی کو نہیں معلوم کہ مومن ✤ قاری نظر آتا ہے حقیقت میں ہے قرآن

لیکن یہ اس زمانہ کا ذکر ہے جب مسلمانوں کا ستارہ عروج پر تھا۔ آج دنیا کی سب سے زیادہ بے حس بے شرم اور بے غیرت قوم مسلمان ہے۔ دنیا کی کوئی بے حیائی نہیں جس میں مسلمانوں کی اکثریت نہ ہو۔ آج مسلمان ہی ہیں جو باوجود بھوکے اور ننگے ہونے کے اپنی بے جا اور فضول رسموں میں دولت کا بیشتر حصہ برباد کرتے رہتے ہیں۔ فیشن کی نئی نئی ایجادیں سب سے زیادہ غریب مسلمانوں ہی کی جیبیں خالی کرا رہی ہیں۔ اور یہ سب کچھ جاہلوں اور گنواروں ہی سے نہیں بلکہ اچھے خاصے پڑھے لکھے مہذب، تعلیم یافتہ اور فیشن ایبل ہستیوں سے سرزد ہو رہا ہے۔ یہ وہ کر رہے ہیں جو رات دن مولویوں کو کوسا کرتے ہیں جو باوجود مسلمان کہلانے کے بھی یورپ کی اندھی تقلید میں ہی اپنی نجات سمجھتے ہیں جو اسلام اور مذہب کی تبلیغ کرنے والوں کو تنگ خیال، تنگ نظر اور موجب فساد سمجھتے ہیں، جو مسلمان کو بول چال، کھان پان، لباس و ادا غرض ہر رنگ میں 'انگریز' دیکھنا چاہتے ہیں۔ جو مذہبی اداروں اور دینی درسگاہوں پر ترچھی نگاہیں ڈالتے ہیں۔

لیکن کاش! اسلام کے یہ نادان دوست تھوڑی دیر بھی یہ سوچتے کہ جس کی عیاریوں، الحاد کی زہریلی گیسوں نے ان کو ماؤف الدماغ بنا کر مذہب سے بیزار کر دیا ہے وہ خود اپنے مذہب کیلئے کیا کچھ کر رہا ہے۔ آج مسیحیت کا جال کتنی خطرناک چالوں سے دنیا میں پھیلایا جا رہا ہے۔ ایک طرف خود عیسائیت کا برسر حکومت ہونا ہی، ہماری متاع ایمانی کے لئے کچھ کم سامان غارتگری نہیں، کہ دوسری طرف ہسپتالوں، سکولوں، مشنریوں، امدادی فنڈوں اور خدا جانے کن کن حیلوں سے مسیحیت کی اشاعت کی جا رہی ہے۔ ابھی ابھی سال گذشتہ میں انجیل کے ایک کروڑ ۱۳ لاکھ ۴۳ ہزار نو سو ۴۸ نسخے فروخت اور تقسیم کئے گئے۔ ۱۸ اکتوبر ۱۹۳۷ء کے "وطن" اخبار میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ لندن میں حکومت کے ذمہ دار افراد کی طرف سے یہ اعلان ہوا ہے کہ ہندوستان کے کرسچین کالجوں کو ۵ لاکھ روپیہ کی امداد دیجائیگی اور مسیحیت کے پرچار کیلئے مدراس اور پنجاب میں زنانہ کالج بھی کھولے جائیں گے۔

یہ ہے اس مذہب کی تبلیغ کا ایک ادنیٰ سا نمونہ جو آج علمی دنیا میں قطعاً ناکام اور نامراد ثابت ہو چکا ہے۔ یہ ہے ان کی مذہبی کوششوں کا ایک دھندلا سا عکس جو دوسروں کو بے دین بنا رہے ہیں۔ مسلم دوستو! ان واقعات پر عبرت کی نگاہ ڈالو، غیرت و احساس پیدا کرو سوچو کہ صرف ایک سال میں انجیل کے ایک کروڑ سے زیادہ نسخے تقسیم ہوئے تو ابتک خدا جانے کتنے کروڑ نسخے لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچ چکے ہوں گے۔ اور کتنے کروڑ روپیوں کی امداد ان مشنریوں اور کالجوں کو مل چکی ہوگی جو یہ فرض انجام دے رہے ہیں پھر یہ کیا بدبختی ہے کہ ہم نے دوسروں کی برائیاں تو اپنے سر تھوپ لیں لیکن ان کی اچھائیوں سے نگاہیں پھیر لیں۔ ہم نے اپنی عیش و نشاط کی محفلوں، یاران بزم کی لطف اندوزیوں میں تو دولت کے دہانے کھول دیئے۔ لیکن خدارا سوچیں کہ کبھی ہمیں یہ خیال بھی آیا کہ انجیل کے کروڑوں نسخوں کے مقابلہ میں قرآن پاک کے دس بیس ہزار، نہیں نہیں، دو چار ہزار ہی ترجمے چھپوا کر دنیا میں شائع

کر دیئے جائیں کہ لوگ اللہ کی زندہ کتاب کی زندہ تعلیم سے اپنی زندگی کے ہر شعبے میں رہنمائی حاصل کر سکیں۔

ہاں میں اس سے بے خبر نہیں ہوں کہ آج دنیا، خصوصاً ہندوستان میں مسلمانوں کی بھی تبلیغی انجمنیں ہیں، مذہبی ادارے ہیں مبلغین کے دورے بھی ہوتے ہیں۔ کتابیں بھی لکھی جاتی ہیں رسائل اور اخبارات بھی شائع ہوتے ہیں لیکن باستثنائے چند عموماً یہ قوت خود اپنوں کے مقابلہ میں خرچ کی جاتی ہے یعنی غیر مسلموں کو مسلم بنانے کے بجائے خود مسلمانوں کی تکفیر و تفسیق، تکذیب و تفریق پر زور دیا جاتا ہے، اگر کبھی کسی غیر مسلم کو خطاب بھی کیا گیا تو اس مجادلانہ و مناظرانہ انداز میں جو بجائے مفید ہونے کے اور زیادہ مضر ثابت ہوتا ہے۔ بیرونی طاقتوں اور ماحول سے متاثر اور مرعوب ہو کر اسلام کے صاف اور روشن عقائد و اصول کی نت نئی تعبیریں بیان کر کے خود مسلمانوں کو الجھاؤ میں ڈال دیا گیا ہے۔ آج ہندوستان کے "علماء" ہی نہیں بلکہ وہ بھی جو عربیت کا ایک حرف نہ جاننے کے باوجود قرآن کے "ماہر" ہیں اپنی اپنی ٹولیاں الگ کئے ہوئے، مسلمانوں کو بری طرح پامال کر رہے ہیں اور ان کی جہالت سے فائدہ اٹھا کر انھیں نہایت خطرناک ہلاکت کی طرف لیجا رہے ہیں۔

الغرض ان افسوسناک حالات میں جبکہ مسلمان اس غریب اور بے کس مریض کی طرح ہوں جو بھی اسے دن بدن ہلاکت سے قریب کرتی جا رہی ہوں، ایک ایسے ہمدرد طبیب کا محتاج ہے جو نہ صرف اپنی فیس ہی معاف کر دے بلکہ دوائیں بھی مناسب حال تجویز کر کے خود اپنے ہاتھوں ہی اسے پلاتا رہے اور اس کی عیادت و خدمت میں کسی شکریہ و معاوضہ کی امید رکھے بغیر خاموشی کے ساتھ اس طرح منہمک رہے کہ مرض زائل ہوتا جائے اور قوت بڑھتی رہے تا آنکہ کچھ دنوں کے بعد وہ تندرست و توانا ہو کر نہ صرف خود ہی زندہ ہو جائے بلکہ دوسروں کی زندگی کا بھی باعث بن جائے ع کہ ہم نے انقلاب چرخ گرداں یوں بھی دیکھا ہے۔

وہ طبیب خاص اور ماہر امراض معالج اور آپ کا ہمدرد خادم "محدث" ہے جو پانچ سال سے اپنی ایک خاص روش پر نہایت استقلال کے ساتھ آپ کی خاموش خدمتیں انجام دے رہا ہے۔ اس نے اصلاح و تعمیر کے لئے مجادلانہ و معاندانہ طریق چھوڑ کر دوستانہ و روادارانہ رویہ اپنی پیدائش کے دن سے اختیار کیا تھا اور اللہ کا شکر ہے کہ وہ ابتک اسی پر قائم ہے۔ اس نے بڑے بڑے علمی اور دقیق مسائل کی موشگافیوں کو اپنا مطمع نظر نہیں بنایا کہ اس کے خیال میں اعلیٰ طبقے کے لوگوں کی عقل و دانش کو چیلنج کرنے سے کہیں زیادہ ان عوام کی اصلاح و تربیت کی ضرورت ہے جن کی ہندوستان میں اکثریت ہے اور جو اپنی جہالت اور اسلام سے ناواقفیت کی بنا پر اپنے دین و ایمان کو چند پیسوں کے معاوضے میں نہایت آسانی کے ساتھ بیچنے پر رضامند ہو جاتے ہیں "محدث" کی پانچ سالہ زندگی کا فائل اٹھا کر دیکھ جائیے غالباً آپ کو دو ایک مضمون بھی ایسے نہ ملیں گے جو عام مناظرانہ